

از عدالتِ عظمیٰ

گوپال جی کھنہ

بنام

الہ آباد بینک و دیگر اراں

تاریخ فیصلہ: 27 فروری، 1996

[ایس۔ سی۔ اگراں اور جی۔ ٹی۔ ناناوتی، جسٹس صاحبان]

قانونِ ملازمت:

الہ آباد بینک آفیسر ایسپلائز (نظم و ضبط اور اپیل) ضابطہ، 1976: ضابطہ 18۔

ملازم پر جرمانہ۔ کانفاذ۔ جائزہ لیں۔ سزائیں اضافہ۔ چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے طور پر کام کرنے والے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے ذریعے پاس کیا گیا۔ قرار پایا کہ: حکم اس بنیاد پر کالعدم اور کالعدم نہیں ہے کہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے جائزہ لینے والے اتھارٹی کے طور پر وضاحت نہیں کی ہے۔ یہ اس بنیاد پر بھی کالعدم نہیں کہ اختیار تفویض نہیں کیا جاسکتا، خاص طور پر جب ملازم نے بھی حکم کو چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دینے والے شخص کی جانب سے جاری کردہ سمجھا۔

انتظامی قانون:

تفویض اختیار-بینک کے چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر-جائزے کے اختیار کو استعمال کرنے کے لیے اختیار بنایا گیا-کا اضافہ -چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالنے والے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کی جانب سے ملازم پر عائد جرمانہ -قرار پایا کہ: تفویض کردہ اختیارات کے استعمال کے مترادف نہیں تھا۔

الفاظ اور جملے:

"قانونی وضع شدہ قانون" -الہ آباد بینک آفیسر ایمپلائز (نظم و ضبط اور اپیل) ضابطے، 1976 کے تناظر میں۔

اپیل کنندہ مدعا علیہان بینک کا ملازم تھا۔ بد انتظامی کی بعض کارروائیوں کے لیے ان کے خلاف محکمہ جاتی تحقیقات کا آغاز کیا گیا۔ تادیبی حکام نے جرمانے کے ذریعے اسے اس کی تنخواہ کے وقتی پیمانے میں نچلے درجے تک کم کر دیا۔ چونکہ اس پر عائد جرمانہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر کی طرف سے ناکافی پایا گیا تھا جو اس وقت چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھا، اس لیے اس نے مذکورہ جرمانے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ایک حکم منظور کیا، وجہ بتاؤ جاری کیا اور بالآخر کم سے کم نچلے درجے میں اس کی تنخواہ طے کر کے جرمانے میں اضافہ کیا۔ اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کر کے اس حکم کو چیلنج کیا، جسے خارج کر دیا گیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی جانب سے، یہ دلیل دی گئی کہ جرمانے میں اضافے کا حکم ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے منظور کیا تھا اور چونکہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو الہ آباد بینک آفیسر ایمپلائز (نظم و ضبط اور اپیل) ضابطے، 1976 میں ریویو اتھارٹی کے طور پر متعین نہیں کیا گیا تھا، اس لیے اس کے ذریعے

منظور کردہ حکم کو کالعدم سمجھا جانا چاہیے؛ چونکہ ضابطہ 18 کے تحت چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کو ریویو اتھارٹی کے طور پر متعین کیا گیا تھا، اس لیے یہ اختیار کسی ماتحت اتھارٹی کو جائز طور پر تفویض نہیں کیا جاسکتا تھا؛ اور یہ کہ، اس لیے، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، اگرچہ چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کا عہدہ بھی سنبھال رہا ہے، اس اختیار کا درست استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

اپیل کو خارج کرتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1.1. وجہ بتاؤ اور جرمانے میں اضافے کے حکم میں کہا گیا ہے کہ انہیں ایگزیکٹو ڈائریکٹر الہ آباد بینک آفیسر ایمپلائز (نظم و ضبط اور اپیل) ضابطے، 1976 کے ریگولیشن 18 کے مطابق قیود کر رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مذکورہ بالا احکامات منظور کرتے وقت وہ چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ وہ صرف چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدے سنبھال رہے تھے اور اس لیے وہ چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے مذکورہ بالا احکامات پر دستخط نہیں کر سکتے تھے۔ چونکہ اس وقت وہ کافی حد تک ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے، اس لیے انہوں نے مذکورہ بالا احکامات پر دستخط کرتے ہوئے خود کو ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے طور پر بیان کیا۔ اپیل کنندہ نے وجہ بتاؤ کو چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دینے والے شخص کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کے طور پر بھی سمجھا جیسا کہ اس کے مطابق کی گئی نمائندگی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

1.2. اگرچہ یہ ضابطے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذریعے بینکنگ کمپنیوں (ایکوزیشن اینڈ ٹرانسفر آف انڈر ٹیکنگز) ایکٹ، 1970 کے دفعہ 19 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کے استعمال میں بنائے گئے ہیں، لیکن انہیں کسی قانون کے برابر نہیں کیا جاسکتا۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ان ضوابط کو بنا کر جو کیا ہے وہ بینک کے ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے اختیار منضبط

کرنا کرنا ہے۔ مزید برآں، یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جہاں چیئر مین یا مینجنگ ڈائریکٹر کے اختیارات کا استعمال کسی ماتحت اہلکار کے ذریعے اس اختیار کے تفویض کے نتیجے میں کیا گیا ہو۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر جائزہ لینے کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے واقعی چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہا تھا کیونکہ اس وقت اسے ان دفاتر کا نگران رکھا گیا تھا اور اس لیے وہ ان دفاتر کے تمام فرائض اور افعال انجام دینے کا حقدار تھا۔ اس نے اس اختیار کا استعمال اس بنیاد پر نہیں کیا کہ یہ اسے تفویض کیا گیا تھا۔

1.3. چونکہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کا عہدہ سونپا گیا تھا، اس لیے وہ ان دفاتر سے منسلک تمام ایگزیکٹو اختیارات کو استعمال کرنے، فرائض انجام دینے اور افعال انجام دینے کا حقدار بن گیا اور اس لیے اس کی طرف سے منظور کردہ جرمانے کا حکم قانونی اور درست تھا۔

کرشنا کمار بنام ڈویژنل اسسٹنٹ انجینئر، [1979] 4 ایس سی سی 289، مراٹھواڑہ یونیورسٹی بنام شیش راؤ بلونت راؤ چوہان، [1989] 3 ایس سی سی 132؛ رماکانت شریپد سینا ادوال پالکر بنام یونین آف انڈیا، [1991] ضمنی 2 ایس سی سی 733؛ سٹیٹ آف ہریانہ بنام ایس ایم شرما، [1993] ضمنی 3 ایس سی سی 252؛ اجائب سنگھ بنام سٹیٹ آف پنجاب، [1965] 2 ایس سی آر 845؛ ہری چند اگروال بنام بٹالہ انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ، اے آئی آر (1969) ایس سی 483 اور ریاست مدھیہ پردیش بنام شری شیونارائن یادو، قابل اطلاق قرار دیے گئے۔

برنارڈ بنام نیشنل ڈاک لیبر بورڈ، [1953] 1 آل انگریڈ رپورٹ 1113، حوالہ دیا گیا۔

پبلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3895، سال 1996۔

دیوانی متفرق رٹ پٹیشن نمبر 4048، سال 1988 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 5.4.89 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اپیل کمار گپتا۔

جواب دہندگان کے لیے ایس کے مہتا۔

عدالت کا فیصلہ ناناوتی، جسٹس نے سنایا۔

اجازت دی گئی۔

اس اپیل میں غور کے لیے جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا الہ آباد بینک آفیسر ایسپلائز (نظم و ضبط اور اپیل) ضابطے، 1976 کے ضابطہ 18 کے تحت الہ آباد بینک کے چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کو دستیاب جائزہ لینے کا اختیار ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے ذریعے استعمال کیا جاسکتا تھا، جسے چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کی عدم موجودگی میں چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کے فرائض کا موجودہ عہدہ سونپا گیا تھا۔

اپیل کنندہ الہ آباد بینک کا ملازم ہے۔ بد انتظامی کی بعض کارروائیوں کے لیے ان کے خلاف محکمہ جاتی تحقیقات کا آغاز کیا گیا۔ 30 جون 1987 کے ایک حکم کے ذریعے، تادیبی اتھارٹی نے جرمانے کے طور پر اسے اپنی تنخواہ کے وقتی پیمانے میں نچلے درجے تک کم کر دیا۔ چونکہ اپیل کنندہ پر عائد جرمانہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے ذریعے ناکافی پایا گیا تھا جو اس وقت چیئرمین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدوں پر فائز تھا، اس لیے اس نے 30 دسمبر 1987 کو ایک حکم منظور کیا جس میں جرمانے کے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دیا گیا اور ایم ایم جی پیمانہ II سے بے ایم جی درجہ پیمانہ I میں کمی کا بڑا جرمانہ عائد کرنے اور اس پیمانے کے کم از کم بے ایم جی پیمانہ I میں

اس کی تنخواہ طے کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ اس حکم کے ذریعے اپیل کنندہ سے کہا گیا کہ وہ اپنی نمائندگی پیش کرے کہ اس پر مجوزہ بڑھا ہوا جرمانہ کیوں نہیں لگایا جانا چاہیے۔ اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی نمائندگی پر غور کرنے کے بعد ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے تاریخ 5.2.1988 کے حکم کے ذریعے ایم ایم جی پیما نہ II سے جے ایم جی پیما نہ I میں کمی کا جرمانہ عائد کیا اور اپیل کنندہ کی تنخواہ کو کم سے کم اس پیمانے پر طے کیا۔ اپیل کنندہ نے الہ آباد عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کر کے اس حکم کو چیلنج کیا۔ اسے خارج کر دیا گیا کیونکہ عدالت عالیہ کو اس کے سامنے اٹھائے گئے کسی بھی تنازعہ میں کوئی بنیاد نہیں ملی۔

ہمارے سامنے دو تنازعات اٹھائے گئے ہیں۔ سب سے پہلے، یہ دعویٰ کیا گیا کہ جرمانے میں اضافہ کرنے کا حکم شری وادھوانے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کی حیثیت سے منظور کیا تھا اور چونکہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو ضابطوں میں جائزہ لینے والے اتھارٹی کے طور پر متعین نہیں کیا گیا ہے، اس لیے ان کی طرف سے منظور کردہ حکم کو کالعدم سمجھا جانا چاہیے۔ دوسرا، اور متبادل میں، یہ دعویٰ کیا گیا کہ ضابطوں کے تحت، صرف چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کو جائزہ لینے والے حکام کے طور پر متعین کیا گیا ہے اور اس لیے، شری وادھوا جو ایگزیکٹو ڈائریکٹر تھے اور محض چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدوں کے فرائض کا موجودہ عہدہ سنبھال رہے تھے، انضباطی اتھارٹی کی طرف سے منظور کردہ جرمانے کے حکم کا جائزہ نہیں لے سکتے تھے۔

ان تنازعات پر غور کرنے سے پہلے یہ کہا جاسکتا ہے کہ 23.6.1987 تک شری آرسری نواسن الہ آباد بینک کے چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر تھے۔ چونکہ انہیں 23.6.1987 کے نوٹیفکیشن کے ذریعے بینک آف انڈیا کا چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا تھا، اس لیے انہیں اس عہدے کا موجودہ چارج ایگزیکٹو ڈائریکٹر شری آریل وادھوا کے حوالے کرنے کی ہدایت کی

گئی تھی۔ مذکورہ نوٹیفکیشن کے مطابق شری سری نواسن کے حوالے کیا گیا اور شری وادھوانے 24.6.1987 پر چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدے سنبھال لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد شری وادھوا کافی حد تک ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے عہدے پر برقرار رہے اور ساتھ ہی ساتھ چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کا عہدہ بھی سنبھال رہے تھے۔ اس کے بعد 29 اپریل 1988 کو شری وادھوا کو مینجنگ ڈائریکٹر اور بینک کا چیئر مین بھی مقرر کیا گیا۔

اپنی پہلی دلیل کی حمایت میں فاضل وکیل نے ہماری توجہ 30.12.1987 کے حکم بمعہ وجہ بتاؤ نوٹس اور 5.2.1988 کے متضاد حکم کی طرف مبذول کرائی۔ دونوں پر ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے طور پر شری وادھوا کے دستخط ہیں، تاہم، ہم دیکھتے ہیں کہ ان دونوں احکامات میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ ضابطہ 18 کے لحاظ سے ان کے ذریعے قیود کیے جا رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ان احکامات کو منظور کرتے وقت، شری وادھوا چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ شری وادھوا صرف چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کا عہدہ سنبھال رہے تھے اور اس لیے وہ چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کی حیثیت سے ان احکامات پر دستخط نہیں کر سکتے تھے۔ چونکہ اس وقت وہ کافی حد تک ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز تھے، اس لیے ان احکامات پر دستخط کرتے ہوئے انہوں نے خود کو ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے طور پر بیان کیا۔ اپیل کنندہ نے وجہ بتاؤ کو چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دینے والے شخص کی طرف سے جاری کردہ نوٹس کے طور پر بھی سمجھا جیسا کہ اس کے مطابق کی گئی نمائندگی سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس میں انہوں نے شری وادھوا کو ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور ریویو اتھارٹی کے طور پر حوالہ دیا ہے۔ لہذا، فاضل وکیل کی طرف سے اٹھائی گئی پہلی دلیل کو خارج کرنا پڑتا ہے۔

دوسری دلیل کے حوالے سے، یہ فاضل وکیل کی طرف سے پیش کیا گیا تھا کہ جائزہ لینے کا اختیار ضابطہ 18 کے ذریعے دیا گیا ہے۔ صرف چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کو جائزہ لینے والے حکام کے طور پر متعین کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ قانونی اختیار چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر صرف اس لیے استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ وہ قانونی شق کے تحت نامزد حکام ہیں اور انہیں جائزہ طور پر کسی ماتحت اتھارٹی کو تفویض نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے شری وادھوا اس اختیار کا صحیح استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ اس پیشکش میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ واقعی غلط فہمی ہے۔ اگرچہ یہ ضابطے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے ذریعے مینجنگ کمپنیوں (ایکوزیشن اینڈ ٹرانسفر آف انڈر ٹیکنگز) ایکٹ، 1970 کے دفعہ 19 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کے استعمال میں بنائے گئے ہیں، لیکن انہیں کسی قانون کے برابر نہیں کیا جاسکتا۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ان ضوابط کو بنا کر جو کیا ہے وہ بینک کے ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے اختیار منضبط کرنا کرنا ہے۔ مزید برآں، یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جہاں چیئر مین یا مینجنگ ڈائریکٹر کے اختیارات کا استعمال کسی ماتحت اہلکار کے ذریعے اس اختیار کے تفویض کے نتیجے میں کیا گیا ہو۔ شری وادھوا جائزہ لینے کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے واقعی چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے کیونکہ اس وقت انہیں ان دفاتر کا نگران بنایا گیا تھا اور اس لیے وہ ان دفاتر کے تمام فرائض اور افعال انجام دینے کے حقدار تھے۔ اس نے اس اختیار کا استعمال اس بنیاد پر نہیں کیا کہ یہ اسے تفویض کیا گیا تھا۔ لہذا، برنارڈ بنام نیشنل ڈاک لیبر بورڈ، [1953] 1 آل انگریڈ رپورٹ 1113، کرشنا کمار بنام ڈویژنل اسسٹنٹ الیکٹریکل انجینئر، [1979] 4 ایس سی سی 289 اور مراٹھواڑا یونیورسٹی بنام شیش راؤ بلونت راؤ چوہان، [1989] 3 ایس سی سی 132 کے فیصلوں پر ان کے اس دلیل کی حمایت میں فاضل وکیل نے انحصار کیا کہ قانونی طاقت کا استعمال صرف نامزد اتھارٹی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے اور اسے مزید تفویض نہیں کیا جاسکتا، اس پر مزید غور کرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح رما کانت شریپد سینا دوالپا لکر بنام یونین آف انڈیا، [1991] ضمنی (2) ایس سی سی 733 اور ریاست ہریانہ بنام ایس ایم شرما، [1993] فاضل وکیل کے ذریعے حوالہ کردہ ضمنی 3 ایس سی سی 252 کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان معاملات میں جو سوال زیر غور آیا وہ یہ تھا کہ کیا ایک افسر جو بنیادی طور پر نچلے عہدے پر فائز ہے اور اسے اعلیٰ عہدے کے فرائض کی انجام دہی کے لیے کہا جاتا ہے، اسے اس اعلیٰ عہدے پر ترقی یافتہ سمجھا جاسکتا ہے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ اعلیٰ عہدے کے موجودہ فرائض کی ذمہ داری تفویض کرنا ترقی کے مترادف نہیں ہے اور ایسے معاملات میں وہ شخص اپنے بنیادی نچلے عہدے پر برقرار رہتا ہے اور صرف اعلیٰ عہدے کے فرائض کو بنیادی طور پر وقفے وقفے کے انتظام کے طور پر انجام دیتا ہے۔

اس کے بعد یہ پیش کیا گیا کہ جب کسی شخص کو کسی اعلیٰ عہدے کے موجودہ فرائض کا عہدہ سونپا جاتا ہے، تو وہ صرف ان اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے اور ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جو ایگزیکٹو احکامات کے تحت اعلیٰ عہدے پر فائز شخص کے لیے دستیاب ہیں نہ کہ وہ جو قانونی توضیحات کے ذریعے تفویض کیے گئے ہیں۔ اس دلیل کی حمایت میں فاضل وکیل نے اجائب سنگھ بنام ریاست پنجاب، [1965] 2 ایس سی آر 845 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا۔ اس معاملے میں جو ہوا وہ یہ تھا کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، امرتسر کو مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1898 کی دفعہ 10(2) کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات دیے گئے تھے اور انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کے دفتر کا نگران بھی بنایا گیا تھا، جن کا تبادلہ کیا گیا تھا۔ دفعہ 10(1) کے تحت انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے طور پر مقرر کرنے کا کوئی حکم منظور نہیں کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے دفتر کے نگران کے طور پر، انہوں نے دیننس آف انڈیا ایکٹ اینڈ رولز، 1962 کے تحت حراست کا حکم جاری کیا۔

اس حکم کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا تھا کہ چونکہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو دفعہ 10 (1) کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے طور پر مقرر نہیں کیا گیا تھا اس لیے اس کے پاس حراست کا حکم منظور کرنے کا اختیار نہیں تھا اور اس لیے اس کی طرف سے منظور کیا گیا حکم قانون کے کسی اختیار کے بغیر تھا اور اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس عدالت نے دینس آف انڈیا ایکٹ اور قواعد کی متعلقہ توضیحات، اختیارات کی سخت نوعیت اور اس کے بعد کے نتائج پر غور کرنے کے بعد مشاہدہ کیا کہ حراست کا اختیار صرف ریاستی حکومت یا ایک افسر یا اتھارٹی کے ذریعے استعمال کیا جاسکتا ہے جسے یہ تفویض کیا گیا تھا اور یہ کہ مذکورہ اختیار کسی ایسے افسر یا اتھارٹی کو تفویض کیا جاسکتا ہے جو ضلع مجسٹریٹ سے کم عہدے پر نہ ہو۔ اس کے بعد یہ فیصلہ دیا گیا کہ اگرچہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے میں خالی ہونے پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات کا استعمال کر رہا تھا، پھر بھی وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نہیں تھا کیونکہ اسے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 10 (1) کے تحت اس طرح مقرر نہیں کیا گیا تھا اور اس لیے اسے حراست کا حکم منظور کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ اگرچہ ضلع مجسٹریٹ کے اختیارات کے ساتھ سرمایہ کاری کی گئی تھی لیکن وہ ضلع مجسٹریٹ کے عہدے کا افسر نہیں بنا۔ اس معاملے میں ہمیں اس طرح کی فراہمی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس لیے اس بات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا بینک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کو جب چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کے فرائض کا عہدہ سونپا گیا تو وہ چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے عہدے کا افسر بن گیا۔ مزید برآں آجر کے اپنے ملازم کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے اختیار بشمول جرمانے کے حکم پر نظر ثانی کرنے کے اختیار کو کسی شخص کو حراست میں رکھنے کے قانونی اختیار سے الگ کرنا ہو گا۔ لہذا، اس فیصلے کی بنیاد پر یہ نہیں مانا جاسکتا کہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر جسے محض چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر

کے فرائض کا عہدہ سونپا گیا تھا، وہ تا دہی اتھارٹی کی طرف سے منظور کردہ جرمانے کے حکم پر نظر ثانی کرنے کے اختیار کا استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

ہری چند اگروال بنام بٹالہ انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ، اے آئی آر (1969) ایس سی 483 میں بھی ایک سوال پیدا ہوا تھا کہ کیا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جسے مجموعہ ضابطہ فوجداری 10 (2) کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے تمام اختیارات سونپے گئے تھے، وہ مرکزی حکومت کی طرف سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو دینس آف انڈیا ایکٹ، 1962 کی دفعہ 29 کے تحت جائیداد کا مطالبہ کرنے کے لیے تفویض کردہ اختیار کا استعمال کر سکتے تھے۔ اس عدالت نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا:

"مطالبہ کرنے کے اختیارات بہت سخت نوعیت کے ہیں اور آئین کے آرٹیکل 19(1) (f) کے تحت ضمانت شدہ جائیداد کے حوالے سے بنیادی حقوق شامل ہیں۔ مرکزی حکومت کو قانون کی دفعہ 29 کے تحت اپنے اختیارات کا تفویض کرتے وقت عام طور پر یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ معاملے کے اس پہلو سے پوری طرح آگاہ ہے اور اسی وجہ سے ضلع مجسٹریٹ کے اعلیٰ درجے کے افسر یا اتھارٹی کو اس اختیار کو استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 10 کی اسکیم اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتی کہ ضلع مجسٹریٹ اور ایڈیشنل ضلع مجسٹریٹ دو الگ الگ حکام ہیں اور اگرچہ ذیلی دفعہ (2) کے تحت ضلع مجسٹریٹ کے تمام یا کسی بھی اختیار کو استعمال کرنے کا اختیار دیا جاسکتا ہے لیکن کسی بھی وجہ سے ایڈیشنل ضلع مجسٹریٹ کو ضلع مجسٹریٹ نہیں کہا جاسکتا جو کہ دفعہ 10 کی ذیلی دفعہ (1) میں استعمال کیے گئے الفاظ ہیں۔"

لہذا یہ فیصلہ اپیل کنندہ کی جانب سے اٹھائے گئے دلیل کی حمایت نہیں کرتا ہے۔

ریاست مدھیہ پردیش بنام شری شیونارائن یادو میں، اس عدالت کو مدھیہ پردیش لوکل اتھارٹیز اسکول ٹیچرز (سرکاری ملازمت میں جذب) ایکٹ، 1963 کے تحت بنائے گئے قاعدہ 3 (b) کی تشریح کرنے کی ضرورت تھی جو مندرجہ ذیل ہے:

"3 (b) ہائی/ہائر سیکنڈری اسکول کے ہیڈ ماسٹر/پرنسپل کے عہدے پر جذب ہونے کے لیے، متعلقہ شخص کے پاس پوسٹ گریجویٹ ڈگری ہونی چاہیے اور اس نے اسی ادارے میں کم از کم 7 سال کی مدت تک اس عہدے پر کام کیا ہونا چاہیے اور اسے مدھیہ پردیش کے کسی بھی تسلیم شدہ ادارے میں 10 سال کا تدریسی تجربہ ہونا چاہیے۔"

مدعا علیہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ اس عہدے پر کم از کم 7 سال کی مدت کے لیے کام کرنے میں 7 سال کی گنتی کے مقصد کے لیے اس عہدے میں نگران ہیڈ ماسٹر/پرنسپل یا دفتری ملازمت کے طور پر بھی ملازمت شامل ہوں گی۔ دوسری طرف ریاست کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ ہیڈ ماسٹر/پرنسپل کے طور پر جذب ہونے کا دعویٰ کرنے والے استاد کو 7 سال کی پوری مدت کے لیے ذیلی عہدے پر تصدیق شدہ ہیڈ ماسٹر/پرنسپل کے طور پر کام کرنا چاہیے۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ جس مدت کے دوران استاد نے نگران ہیڈ ماسٹر/پرنسپل کے طور پر کام کیا تھا اسے ریاستی حکومت کو 7 سال کی مدت کا حساب لگانے کے لیے مد نظر رکھنا چاہیے تھا۔ یہ سمجھنا مشکل ہے کہ یہ فیصلہ اپیل کنندہ کی جانب سے اٹھائے گئے دلیل کی کس طرح حمایت کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس اس عدالت نے اس میں مشاہدہ کیا ہے کہ ذیلی عہدے کا تصدیق یافتہ اس عہدے سے منسلک افعال انجام دے رہا ہو گا اور جب کسی کو اسی عہدے پر باضابطہ صلاحیت میں رکھا جاتا ہے یا اس عہدے کو سنبھالنے کی ہدایت کی جاتی ہے تو

اسے فرائض انجام دینے اور یکساں ملازمت انجام دینے والے عہدے کے افعال انجام دینے کی ضرورت ہوگی۔ فیصلے کے پیرا گراف 10 میں اس کا مزید مشاہدہ کیا گیا ہے:

"یہ ہو سکتا ہے کہ اس عہدے کا تصدیق یافتہ دور ہو اور فرائض کی انجام دہی کرنے کی حیثیت میں نہ ہو اور کسی کو باضابطہ صلاحیت میں مقرر کیا جاسکتا ہے یا اسے عہدہ سنبھالنے کی ہدایت کی جاسکتی ہے لیکن اس کے باوجود اس عہدے کے عہدہ دار کو فرائض انجام دینے ہوں گے اور عہدے سے منسلک افعال انجام دینے ہوں گے۔"

مذکورہ بالا فیصلوں اور ضابطے 2 (n) اور 18 پر غور کرنے کے بعد، ہماری رائے ہے کہ ایگزیکٹو ڈائریکٹر شری وادھوا کو چیئر مین اور مینجنگ ڈائریکٹر کے دفاتر کا عہدہ سونپا گیا تھا، اس لیے وہ تمام ایگزیکٹو اختیارات کا استعمال کرنے، فرائض انجام دینے اور ان دفاتر سے منسلک افعال انجام دینے کے حقدار بن گئے اور اس لیے ان کی طرف سے منظور کردہ جرمانے کا حکم قانونی اور درست تھا۔

اس لیے یہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے خارج کر دی جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔